اداریہ:

عہد حاضر اور ہم

برصغیر کے اہل علم نے اسلامی فکر کے ارتقاء میں بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اسلامی علوم و فنون کی ترویج و اشاعت میں قابل قدر خدمات سرانجام دی ہیں۔ خوش قسمتی سے برصغیر میں فقہ اسلامی مسلمانوں کی حکمرانی کے تقریباً تمام ہی ادوار میں ملکی قانون کے طور پر نافذ رہی ہے۔ نو آبادیاتی دور میں بھی جبکہ انگریزی قانون کی بالادستی رہی، ملکی عدالتیں پرسنل لاء میں فقہ اسلامی ہی کی پیروی کرتی رہیں۔ برصغیر میں مسلمانوں کی سیاسی بالادستی کا طویل دور اسلامی علوم اور خصوصاً فقہ اسلامی کی نشوونما کے لئے مہمیز ثابت ہوا۔ علماء و فقہاء نے فقہ اور اصول فقہ کو اپنے خصوصی مطالعے کا موضوع بنایا۔ اس کے نتیجے میں متعدد معرکۃ الآراء تصانیف وجود میں آئیں۔ اصول فقہ میں برصغیر کے فقہاء نے بقدر استطاعت اپنا حق ادا کیا۔ مولانا محب اللہ بہاریؒ کی معرکۃ الآراء تصنیف مسلم الثبوت اور اس کی شرح فواتح الرحموت انتہائی مقبول ہیں۔ ملا احمد جیون امیٹھویؒ کی نورالانوار شرح المنار بھی دینی مدارس اور تمام عصری جامعات میں پڑھائی جاتی ہے۔ تفسیرات احمدیہ بھی آیات الاحکام پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فقہی حلقوں میں معروف ہے۔

برصغیر کے دینی مدارس کے نصاب میں فقہ کو ایک محوری حیثیت حاصل رہی ہے اس لئے یہاں تدریسی ضروریات کے تحت درسی کتب کی آسان شروح اور حواشی بھی لکھے گئے۔ مولانا غلام مصطفیٰ قاسمیؒ نے قدوری پر جامع حاشیہ لکھا، مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے اعلاء السنن اور مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے ترمذی شریف کی شرح معارف السنن فقہی اسلوب پر لکھی، اسی طرح مولانا مفتی محمد شفیعؒ صاحب کی جدید فقہی مسائل پر اسی نام سے مشہور و معروف کتاب علمی حلقوں میں خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ برصغیر کے اہل علم نے فقہی متون کے اردو تراجم پر بھی قابل قدر کام کیا ہے، مثلاً قدوری، ہدایۃ، بدائع الصنائع، اصول الکرخی، فتاویٰ عالمگیری، ہدایۃ المجتہد، کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعۃ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

برصغیر میں علم افتاء بھی ہماری علمی تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ ان میں فتاویٰ فیروز

شاہی، فتاویٰ تاتارخانی، فتاویٰ ابراہیم شاہی، فتاویٰ بابری، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ عزیزی، فتاویٰ رشیدیہ، فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، فتاویٰ رضویہ، فتاویٰ علمائے اہلحدیث، کفایۃ المفتی، امداد الفتاویٰ اور فتاویٰ محمودیہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ یہ فتاویٰ جہاں مسلم معاشرے میں نئے تغیرات کی نشاندہی کرتے ہیں، وہاں علماء برصغیر کی نئے معاشرتی چیلنجوں سے نبرد آزما ہونے کی صلاحیت کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

انسانی زندگی میں فقہ کی اہمیت

فقہاء کرام کا اتفاق ہے کہ اسلامی احکام کا محور صرف پانچ امور ہیں، انسان کا نفس، دین، عقل، مال اور نسل ہیں۔ چونکہ انسان کی دنیاوی واخروی حیات اور اس کی بقاء کا مدار یہ پانچ چیزیں ہیں۔ اس لئے ان پانچ امور کے مصالح ومفاسد کے حصول کو ہی مقاصد احکام شرعیہ قرار دیا گیا ہے۔ لہٰذا فقہاء کرام نے اسلامی احکام کے انہی مقاصد ومصالح کو اپنی توجہ کا مرکز بنایا اور مذکورہ پانچ امور کے بنیادی تقاضوں کی ضرورت، ان کے تحفظ سے متعلق امور کو حاجت، اور ان کی مناسبات کو مصالح سے تعبیر فرمایا، ظاہر ہے کہ انسانی ضروریات، حاجات اور مصالح سے فطرت انسانی متعین ہوں گی، اسلام نے انسانی فطرت کے موافق نظام پیش کیا ہے۔ اس لئے اسلام کو دین فطرت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اسلام کے اجتہادی اصول وقواعد میں بھی انسانی فطرت کی پاسداری ہو، اجتہادی اصول انسانی فطرت کے جتنے قریب ہوں گے اتنے ہی مقاصد شرع کے پاسدار، اور انسان کے لئے آسانی اور وسعت کے حامل ہوں گے۔

فقہ حنفی کی امتیازی خصوصیات:

احکام شرعیہ کے بنیادی مقاصد انسانی فلاح اور اس کے مصالح کا حصول اور اس سے ضرر وفساد کا خاتمہ ہے، لہٰذا امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اصول فقہ کی تعریف میں انہی مقاصد کو بنیاد بنایا۔ چنانچہ آپ نے اصول فقہ کا مفہوم دوسرے آئمہ کرام کے پیش کردہ مفاہیم کی نسبت زیادہ وسیع انداز میں پیش کیا۔ دیگر آئمہ نے صرف احکام فرعیہ شرعیہ کو ہی اصول فقہ کی تعریف میں

شامل کیا، جبکہ امام صاحب نے:

معرفة النفس مالها و ماعليها

پر اصول فقہ کی بنیاد رکھی ہے۔ لہٰذا دیگر آئمہ کے اصول، انسان کے ظاہری افعال اور احکام کو محیط ہیں۔ جبکہ امام صاحب کے اصول انسان کے نفسیاتی امور اور احوال کو بھی شامل ہیں۔ اسی طرح دیگر آئمہ نے احکام میں صرف پانچ امور کو شامل کیا ہے۔ جبکہ امام کی تعریف مالہا و ماعلیہا سے اس کی اقسام زیادہ ہو جاتی ہیں۔ مثلاً دیگر آئمہ کے نزدیک اباحت شرعیہ کے حکم کو تسلیم نہیں کیا گیا، جبکہ امام ابوحنیفہؒ کی تعریف کے مطابق اباحت اصلیہ اور اباحت شرعیہ کا فرق واضح کیا گیا ہے۔ جس طرح دیگر آئمہ کے نزدیک فرض اور واجب میں فرق نہیں مگر امام صاحب نے ان دونوں میں فرق واضح کر کے واجب کو علیحدہ حکم قرار دیا ہے۔

امام صاحب کی تعریف اعتقادی امور کو بھی شامل ہے۔ جبکہ دیگر آئمہ کی تعریف سے یہ خارج ہیں۔ اسی طرح دیگر آئمہ کے اصول کا تعلق عام طور پر عبادات و معاملات اور مناکحات وغیرہ سے ہے، جبکہ امام صاحب کے اصول کا تعلق مذکورہ امور کی طرح سیاست مدینہ اور احکام سلطانیہ بلکہ اس سے بڑھ کر بین الاقوامی امور سے بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تاریخ اسلام میں حکومت خواہ کسی بھی مذہب و مسلک کی رہی ہو۔ مگر احکام سلطانیہ اور سیاسی امور میں ہر اسلامی حکومت نے فقہ حنفی ہی کو اپنایا ہے۔

اس کے علاوہ معاشرتی زندگی میں رسم و رواج، ضرورت اور حاجت، عام انسانوں کی سہولت اور اجتماعیت کو فقہ حنفی میں خصوصی اہمیت حاصل ہے، بلکہ یہ امور اصول و قواعد میں شامل ہیں۔ چنانچہ استحسان کی بنیاد انہی امور پر ہے اس لئے عرف اور تعامل الناس کو بھی احکام کی بنیاد قرار دیا گیا ہے، اور ہر مسلمان کے قول و فعل کو ایک حد تک تحفظ دیا گیا ہے۔ حنفی اصولوں کے تحت حلال و حرام میں ترمیم سے بچتے ہوئے باقی احکام میں حتی الامکان عوام کی موافقت، سہولت اور ان کی اجتماعیت کو ترجیح دی جائے گی۔ بلکہ عامۃ المسلمین کے معاملات کو اس وقت تک درست قرار دیا جائے گا جب تک ممانعت پر کوئی شرعی دلیل متحقق نہ ہو۔

فقہ اور فطرت انسانی:

امام صاحب ایسے مسائل میں جہاں روایات مختلف ہوں یا کوئی نص نہ ہو تو عام طور پر وہاں پر فطری تقاضے کو وجہ ترجیح قرار دیتے ہیں، مثلاً مسواک کے متعلق ''عند کل صلوٰۃ'' کی روایت کے مقابلہ میں عند وضوء کل صلوۃ کو اس لئے ترجیح دیتے ہیں کہ یہ روایت فطری تقاضے کے قریب ہے۔ کیونکہ مسواک فطری طور پر منہ اور دانتوں کی صفائی کے کام آتی ہے، جبکہ صفائی طہارت ہے۔ لہٰذا مسواک وضوء کی سنت ہے۔ بخلاف دیگر آئمہ کے کہ وہ مسواک کو نماز کی سنت قرار دیتے ہیں۔ نماز میں قیام کے دوران ہاتھ زیر ناف، فوق ناف یا تحت صدر رکھنے سے متعلق روایات میں سے زیر ناف ہاتھ باندھنے کو ترجیح دیتے ہیں۔ کیونکہ انسان عادتاً وفطرتاً تعظیم کے موقع پر زیر ناف ہاتھ باندھے رہتا ہے۔ مطلقہ بائنہ کے نفقہ اور سکنی کے مسئلہ میں دیگر آئمہ کے مسلک کے خلاف اس کے لئے نفقہ اور سکنی دونوں کو واجب فرماتے ہیں۔ کیونکہ یہ فطری تقاضا ہے کہ اپنے حق میں پابند کرنے والا پابند شخص کی ضروریات کا کفیل ہوتا ہے اور یوں ہی مغرب میں شفق کا مسئلہ ہے کہ کیا یہ سرخی کا نام ہے یا سفیدی کا جس کے ختم ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے۔ یہاں بھی سورج کے فطری نظام کو پیش نظر رکھتے ہوئے احناف نے شفق بمعنی سفیدی کو ترجیح دی ہے۔ کیونکہ سورج کے غروب اور طلوع کے مراحل مساوی ہیں۔ اگرچہ ایک دوسرے کے برعکس ہیں، یعنی طلوع کے جو مراحل طلوع شمس سے پہلے ہیں وہ مغرب میں غروب کے بعد ہوتے ہیں۔

طلوع میں بیاض صادق، اور اس کے بعد سرخی پھر طلوع ہے ادھر غروب اس کے بعد سرخی پھر بیاض ہے، چونکہ سورج کے فطری نظام میں بیاض صادق فجر کے وقت میں شمار ہے اور لیل سے خارج ہے۔ لہٰذا غروب کا بیاض بھی مغرب کے وقت میں شمار اور لیل سے خارج ہوگا۔ جبکہ دیگر آئمہ نے شفق سے مراد سرخی لے کر بیاض کو عشاء کے وقت میں داخل کر دیا ہے۔

فقہ اور آسانی:

حنفی اصولوں کی بنیاد ہی اس امر پر ہے کہ عوام کو شدت اور تنگی سے بچایا جائے اور ان

سے کے لئے آسانی کی گنجائش پیدا کی جائے، چنانچہ شرعی احکام میں فرض وحرام یہ دو ایسے حکم ہیں، جن میں پابندی کے لئے شدت اور سختی ہے۔ مثلاً فرض کا انکار کفر اور اس کا ترک موجب فسق ہے۔ اسی طرح حرام کو جائز قرار دینا کفر اور اس کو کرنا موجب فسق ہے۔ اب اگر فرض وحرام کا دائرہ وسیع ہو تو عوام کے لئے حرج اور تنگی کا دائرہ وسیع ہوگا جبکہ اللہ تعالیٰ کو عوام کے لئے یسر پسند اور عسر ناپسند ہے:

یرید اللّٰہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر

اللہ تعالیٰ تمہارے لئے آسانی کو پسند اور تنگی کو ناپسند کرتا ہے۔

اسی لئے امام صاحب نے فرض اور حرام کی تعریفات میں سخت قیود لگا کر ان کا دائرہ اور تعداد کم سے کم کرنے کی کوشش فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ کے نزدیک فرض وحرام کا اثبات ایسی نص سے ہوگا جو ثبوت اور دلالت دونوں طرح قطعی ہو اور اگر کوئی نص اس معیار پر نہ ہو، مثلاً قطعی الثبوت ہو مگر قطعی الدلالت نہ ہو یا اس کے برعکس ہو، یا ثبوت اور دلالت دونوں میں قطعی نہ ہو تو ایسی نصوص سے فرض یا حرام ثابت نہ ہو سکے گا۔

جبکہ دیگر ائمہ کرام کے نزدیک فرض اور حرام کے لئے یہ سخت شرائط نہیں ہیں، جس کے نتیجے میں دیگر آئمہ کے ہاں فرائض ومحرمات کی تعداد زیادہ ہوگی، مگر امام ابوحنیفہ کے ہاں ہر شعبہ زندگی میں عام طور پر فرائض ومحرمات کی تعداد کم ہوگی، جس سے عوام الناس کو سہولت اور آسانی حاصل ہوگی اور نصوص کے ثبوت یا دلالت میں شبہ کا فائدہ عوام اور مکلفین کو حاصل ہوگا اور یوں ان کے لئے کفر اور فسق کے مواقع اور ذرائع کم ہو گئے۔ اسی طرح آپ کے وضع کردہ دیگر اصولوں کا بنظر غائر جائزہ لیا جائے، تو ان میں بھی عوام پر شفقت کا پہلو نمایاں نظر آئے گا، مثلاً فرض کی ادائیگی [illegible] آپ کے نزدیک جو سہولت اور آسانی ہے وہ دیگر آئمہ کرام کے ہاں نہیں [illegible] کے تحت مامور بہ کے اطلاق کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس پر عمل کر لینا فرض کی [illegible] کافی ہے، مثلاً نماز میں رکوع یا سجدہ کو ادا کرنے میں رکوع کے لئے منہ کے بل [illegible] سجدہ کے لئے زمین پر پیشانی کا لگا دینا کافی ہے، کیونکہ قرآن کریم میں رکوع اور سجدہ [illegible] علق ہے اور اس میں کسی مزید قید کا ذکر نہیں ہے۔ لہٰذا رکوع وسجود کو ادا کرنے کے لئے رکوع

وسجدہ کے معنی کا مطلقاً تحقق، فرض ادا کرنے کے لئے کافی ہے۔ اس سے زائد مثلاً طمانیت یا اعتدال یا کسی اور رکوع کی ادائیگی میں یہ زائد امور فرض نہ ہوں گے۔ یوں امام ابوحنیفہ کے ہاں فرض کی ادائیگی میں سہولت اور آسانی ہوگی، کیونکہ اطلاق میں وسعت ہے جبکہ تقید میں عسر اور تنگی ہے۔ دیگر آئمہ کے ہاں رکوع اور سجدہ کے فرض کو ادا کرنے کے لئے طمانیت کی زائد کیفیت فرض ہے۔ جس سے مکلف کو رکوع یا سجدہ کرنے میں دشواری کا سامنا کرنا ہوگا۔

امام صاحب نے نمازوں کے اوقات میں نماز کی ادائیگی کے لئے اسی وقت کو افضل قرار دیا، جس میں فطری طور پر انسان کے لئے سہولت ہو جبکہ دیگر آئمہ کرام کے ہاں مطلقاً ہر نماز میں تعجیل افضل ہے امام صاحب کے ہاں موسم، اوقات اور نمازی کے حال کے اختلاف سے فضیلت مختلف ہوتی جائیں گی۔

فقہ اور شخصی آزادی:

امام صاحب کے اجتہادی قواعد میں شخصی آزادی کو انتہائی اہمیت حاصل ہے۔ آپ نے ہر پہلو میں شخصی آزادی کا تحفظ فرمایا ہے اور کسی طاقت کی مداخلت کے بجائے۔ شخصیت سازی میں اخلاقی احساسات کو اجاگر کرنے کے قائل تھے تاکہ قانونی جبر کی بناء پر بغض وعناد کی فضا پیدا نہ ہو، چنانچہ آپ نے عاقل بالغ مرد وعورت کو ولی کی مداخلت کے بغیر نکاح کی اجازت دی ہے، جبکہ دیگر ائمہ نے ولی کی مداخلت کو ضروری قرار دیا ہے۔

ولایت نفس کو تحفظ دیتے ہوئے آپ نے حرہ عاقلہ کا بالغہ لڑکی کو یہ اختیار دیا ہے کہ وہ اپنا نکاح خود کر سکتی ہے۔ جبکہ باقی تمام آئمہ کرام لا نکاح الا بولی کے تحت کسی قریبی مرد ولی کے بغیر اس کو نکاح کا اختیار نہیں دیتے، جبکہ امام صاحب کے نزدیک ولی کی یہ پابندی صرف نابالغہ، مجنونہ اور لونڈی کے لئے ہے۔

حنفی فقہ میں حقوق کا تحفظ بھی اہم مسئلہ ہے۔ چنانچہ حنفی مذہب میں ''قضا علی الغائب'' کو ناجائز قرار دیا گیا ہے، کیونکہ اس میں غیر حاضر شخص کے حقوق پامال ہونے کا خطرہ ہے، جبکہ دیگر آئمہ کرام کے نزدیک ''قضا علی الغائب'' جائز ہے۔ اسی طرح حقوق زوجیت میں قاضی یا

حاکم کو اس وقت تک فسخ نکاح کے لئے مداخلت کا اختیار نہیں، جب تک نکاح کے بنیادی مقاصد کی ادائیگی کا امکان باقی ہے۔ مگر بعض دیگر آئمہ کرام بعض وقتی شکایت کی بناء پر بھی قاضی کو فسخ نکاح کا اختیار دیتے ہیں۔

ملکیت میں تصرف کی آزادی:

اپنی ملکیت میں تصرف کی آزادی بھی فقہ حنفی کی ایک خصوصیت ہے، مثلاً جب کوئی لڑکا اپنے بلوغ میں کامل ہو جائے مگر اس کے باوجود فضول خرچی سے باز نہیں رہتا۔ دیگر آئمہ کرام کے نزدیک قاضی کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اس فضول خرچ لڑکے کو اپنے مال میں تصرف سے محروم (مجور) کردے، مگر امام ابوحنیفہ کے نزدیک قاضی کو یہ اختیار نہیں کہ بلوغ کامل کے بعد کسی شخص کو اپنے مال میں تصرف سے محروم کردے، اگرچہ قاضی کو اس صورت میں دیگر تادیبی کاروائی کا اختیار ہے، مگر کسی عاقل بالغ کے حق تصرف کو ختم نہیں کیا جاسکتا۔

اسی طرح دیوالیہ کی صورت میں مقروض کے متعلق بھی دیگر آئمہ کی یہی رائے ہے کہ قاضی اس کو اپنی ملکیت میں تصرف سے محروم کرسکتا ہے، مگر امام اعظم کے نزدیک دیوالیہ مقروض کو بھی اپنی ملکیت میں تصرف سے محروم کرنے کا اختیار قاضی کو نہیں ہے، اگرچہ یہاں بھی قاضی کو دیگر کارروائی کی اجازت ہے۔

فقہ اور حریت فکر:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ حریت فکر کے زبردست حامی تھے، ان کا موقف یہ تھا کہ ایک عالم کو آزادی فکر کا حامل اور اپنی سوچ میں آزاد منش ہونا چاہئے۔ اسی لئے آپ کا موقف ہے کہ عالم کو چاہئے کہ وہ حکومت کی ملازمت سے آزاد رہے، بلکہ اس کو خلیفہ وقت یا اس کے کسی ماتحت سے کوئی ہدیہ یا وظیفہ وغیرہ قبول نہیں کرنا چاہئے تاکہ وہ اپنی سوچ وفکر میں آزاد رہ سکے اور کلمہ حق کہنے میں بے باک رہ سکے، چنانچہ آپ نے اپنی زندگی میں حکومت کی طرف سے متعدد پیش کشوں کو ٹھکرادیا اور اپنی فکری آزادی کے تحفظ میں جان تک قربان کردی۔

فقہ اور معاشرتی عرف وتعامل:

امام اعظم نے انسان کے قول وفعل کو ایک حد تک قانونی تحفظ دیتے ہوئے عرف اور تعامل کو بھی احکام کی بنیاد قرار دیا تا کہ انسانی احترام کے پیش نظر اس کے وضع کردہ امور کو مہمل ہونے سے بچایا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفی اصولوں کے تحت حلال وحرام میں ترمیم سے بچتے ہوئے حتی الامکان عامۃ الناس کے معاملات کو درست قرار دیا گیا ہے، بلکہ ان امور میں اس وقت تک عوام کی موافقت کی جائے گی، جب تک ان کی ممانعت پر کوئی شرعی دلیل متحقق نہ ہو۔

عرف وتعامل کے اعتبار سے جہاں احناف کے ہاں بہت سے معاشرتی مسائل حل ہوتے ہیں۔ وہاں اس سے انسانی قدروں کے احترام کا بھی اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ اس سے انسان من حیث الانسان مسلمان ہو یا کافر، عالم ہو یا جاہل اس کے قول وفعل کو تحفظ اور مجموعی انسانی معاشرہ کو معاشرتی امور میں ایک طرح سے مقنن کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے۔

فقہ اور انسانی وقار:

امام ابوحنیفہؒ نے احترام انسانیت کو دستور قرار دیتے ہوئے اہم فیصلے فرمائے۔ آزاد عورت کے مہر کے مسئلہ میں دیگر ائمہ کے برخلاف آپ کا خصوصی موقف یہ ہے کہ اس کے مہر کا گراں قدر ہونا شرعی حق ہے، جس میں کسی انسان کو بلکہ خود عورت کو بھی مداخلت کا اختیار نہیں، لہٰذا کسی ولی یا خود عورت کو یہ اختیار نہیں کہ وہ بغیر مہر یا شرعی مقدار سے کم یا مہر میں مال کے بغیر کسی اور شرط پر نکاح کر سکے۔ کیونکہ انسانی جز یا حصہ سے انتفاع یا اس کا استعمال احترام انسانیت کے منافی ہے۔

خود خالق و مالک نے نکاح کی صورت میں انسانی جزء سے انتفاع کی اجازت بعض ضروری مقاصد کے لئے دی ہے، جو کہ ایک استثنائی صورت ہے۔ جس کو مالی معاوضہ کے ساتھ مختص کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ استثنائی صورت اپنی خصوصیات کے بغیر متحقق نہ ہوگی، ورنہ احترام انسانیت کے دستور کی خلاف ورزی لازم آئے گی، اسی قاعدہ کی بناء پر امام صاحبؒ نے چوری میں

قطع ید کو بھی گراں قدر مال کی چوری سے مشروط کیا ہے۔ ورنہ معمولی مال کی چوری پر قطع ید انسانی احترام کے منافی ہے۔ کرامت انسانی کو دستور قرار دیتے ہوئے آپ نے جہاد میں گھوڑے کی شرکت پر غنیمت میں سے گھوڑے کے لئے مجاہد کے مقابلے میں دوگنے حصہ کی مخالفت کرماتے ہوئے فرمایا کہ انسان کے مقابلہ میں حیوان کو کسی بھی صورت میں اعزاز نہیں دیا جاسکتا۔ کیونکہ اس سے انسانی احترام واکرام کا دستور متاثر ہوتا ہے۔

آپ نے ان ممکنہ مسائل کے لئے بھی ضابطے وضع فرمادیئے جن کا وجود آپ کے زمانہ بلکہ بعد تک بھی نہیں تھا، تاکہ مستقبل میں پیدا ہونے والے مسائل کو ان ضوابط کے تحت حل کرلیا جائے، چنانچہ فرضی جزئیات کی بنیاد پر اصول وضع کرنے کے بارے میں جب امام صاحب سے سوال کیا گیا کہ آپ ایسا کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ ایسے مسائل کا وجود نہیں تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ ہم ابتلاء اور تکلیف کے وقوع سے قبل ہی اس کا حل پیش کردینا چاہتے ہیں۔

گویا فقہ حنفی میں اتنی لچک اور پیشگی پیش بندی ہے کہ قیامت تک زمانہ کی رفتار کا ساتھ دے سکتی ہے۔

حصول آزادی کے بعد فطری طور پر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں فقہ اسلامی کی توسیع و ترقی کے لئے زیادہ منظّم کوششیں ہوئیں۔ ملک میں فقہ اسلامی کی بنیاد پر متعدد قوانین مرتب کئے گئے، جن میں قوانین حدود، قانون شہادت وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ پاکستان میں اسلامی نظریاتی کونسل اور وفاقی شرعی عدالت کا اسلامی معاشرے کی فقہی رہنمائی میں ایک نمایاں کردار رہا ہے۔ ان اداروں کی آراء اور فیصلے فقہ اسلامی کے دامن کو وسعت دینے کا باعث بنے ہیں۔ بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے تحت قائم ہونے والی شریعہ اکیڈمی نے ججوں اور قانون دانوں کو اسلامی فقہ سے متعارف کرانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ ہندوستان میں مولانا مجاہد الاسلام قاسمیؒ کی قائم کردہ اسلامی فقہ اکیڈمی جدید دور کے پیدا کردہ مسائل سے عہدہ برآ ہونے کے لئے سب سے آگے ہے۔

اس پس منظر میں ضرورت اس امر کی ہے کہ فقہ کی توسیع وترقی کے لئے کی جانے والی

ان کوششوں میں اضافہ کیا جائے، اس مقصد کے لئے علوم اسلامیہ کا جدید فقہی تحقیقات پر مشتمل خصوصی نمبر شائع کرنے کا اعلان کیا گیا اور علماء و مفتیان کو درج ذیل عنوانات پر مقالات تحریر کرنے کی دعوت دی گئی، جن مقالات کو ایگزامنر نے قابل اشاعت قرار دیا وہ اس مجلہ میں پیش خدمت ہیں۔

مقالات کے لئے درج ذیل عنوانات ارسال کئے گئے تھے:

۱) طبی اخلاقیات شرعی نقطہ نظر سے۔
۲) طبی جنایات/ جرائم وضمان کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ
۳) جدید میڈیکل سائنس اور متعلقہ فقہی تحقیقات
۴) کاروکاری اور غیرت کے نام پر قتل کی شرعی حیثیت
۵) بچوں کی پیدائش کے بارے میں سائنسی اور قرآنی تحقیقات
۶) تعزیری سزاؤں کا حکم اور ان کا دائرہ وسعت
۷) طب جدید کی روشنی میں متعدی امراض اس کے اثرات وفروغ کا شرعی جائزہ
۸) ایڈز و دیگر متعدی و مہلک امراض کی وجہ سے فسخ نکاح و دیگر احکامات
۹) گردہ و دیگر اعضاء کے انتقال اور پیوندکاری کا شرعی جائزہ
۱۰) سیروگیٹ مادر (متبادل) کا شرعی حکم
۱۱) اسقاط حمل کا شرعی حکم
۱۲) غیر مسلم جج یا عدالت کے فیصلوں کا مسلمانوں پر نفاذ اور اس کے دائرہ کار کا شرعی جائزہ
۱۳) غیر مسلم ممالک سے درآمد شدہ گوشت اور اس کے استعمال کا شرعی حکم
۱۴) بھوک ہڑتال اور تعلیمی وملازمتی عمل کے بائیکاٹ کا شرعی حکم
۱۵) خواتین کو قید کرنے کا حکم اور اس کا شرعی جواز
۱۶) قیدی کے حقوق (ملزم سے مجرم تک)
۱۷) بچوں کی ملازمت

۱۸) بچوں کو قید کرنے کا حکم اور اس کا شرعی جواز

۱۹) استخارہ، علم نجوم، پیش گوئی و دست شناسی کے پروگراموں کا انعقاد اور ان کی نشر و اشاعت کا شرعی جائزہ

۲۰) آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کی رائے کو اختیار کرنے کا حکم اس کی ضرورت اور وسعت

۲۱) خواتین سے متعلق عہد حاضر کے جدید مسائل

۲۲) ڈرائیونگ، ملازمت،

۲۳) خواتین اور اسپورٹس

۲۴) مردوں اور خواتین کا مقابلہ حسن و مقابلہ تن سازی و فیشن شو وغیرہ

۲۵) میڈیا ٹرائل کا شرعی جائزہ (یعنی فقط الزام کی بنیاد پر پروپیگنڈا کرنا)

۲۶) عصر حاضر میں لیزنگ کے کاروبار کا شرعی جائزہ

۲۷) اسٹیٹ ایجنسی سے متعلق کاروبار کے شرعی احکام

۲۸) نظریہ ضرورت و اباحت کی حدود و قیود کا شرعی جائزہ

۲۹) موجودہ دور میں عدالتی خلع کا شرعی جائزہ

۳۰) ہاؤسنگ قرضوں کی شرعی حیثیت

۳۱) جرمانہ و تعزیر بالمال کی شرعی حیثیت اس کی حد اور وسعت

۳۲) پولیو ویکسین اور اس کے استعمال پر سائنسی اور فقہی تحقیق

۳۳) شیئرز و حصص کی خرید و فروخت قرآن و سنت کی روشنی میں

۳۴) پوسٹ مارٹم کا شرعی جواز

۳۵) ٹیسٹ ٹیوب بے بی کا شرعی حکم

[illegible]) انسانی کلوننگ کی شرعی حیثیت

عہد حاضر کے حوالہ سے نکاح میں کفو کے تصور کا شرعی جائزہ اور وسعت کی حدود

خودکش اور فدائی حملے شریعت کی روشن میں

[illegible]) قیدیوں پر تشدد اور اس کی حدود

۴۰) انسانوں کا اغواء اور ان کی خرید و فروخت کرنے والوں کی سزا
۴۱) آپریشن کی اقسام اور ان کے شرعی احکام
۴۲) دن دھاڑے موبائل، گاڑی، قیمتی اشیاء چھیننے اور چوری کرنے والوں کی شرعی و تعزیری سزائیں
۴۳) جدید طبی مسائل مثلاً، انتقال خون
۴۴) اعضاء کی پیوند کاری
۴۵) حمل کے جدید ذرائع ،حمل کی شناخت کے جدید طریقہ کار
۴۶) آلات جدیدہ کا استعمال اور ان کا شرعی حکم
۴۷) عہد حاضر کی جدید شہادتیں ویڈیو کیمرہ، آنکھ سے شناخت، انگلیوں سے شناخت، جانوروں سے شناخت۔
۴۸) عہد حاضر کے بین الاقوامی قوانین ورواجات۔
۴۹) امور خارجہ اور غیر مسلم حکومتیں۔
۵۰) مسلمانوں کے خلاف غیر مسلموں سے دفاعی معاہدہ وتعاون،
۵۱) خواتین کا تنہا سفر
۵۲) خواتین کو طلاق کا اختیار
۵۳) خواتین کی میک اپ کے جدید طریقے
۵۴) تبلیغ کے لئے میڈیا کے جدید ذرائع کو اختیار کرنے کا حکم

ان عنوانات پر دوبارہ اہل علم کو مقالات تحریر کرنے کی دعوت دی جارہی ہے، جسے انشاء اللہ دوسرے فقہ نمبر میں شائع کیا جائے گا۔

چیف ایڈیٹر
پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی